OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com DOI: **10.5281/zenodo.10513077**

اتصال وانقطاعِ اسناد- چند اہم مگر غیر معروف اصطلاحات کا جائزہ

Concatenation and Discontinuity of Credentials - A review of some important but less well-known terms

Dr. Noor Ur Rehman Hazarvi
IIU-Islamabad.

Dr. Zia Ur Rehman
KUST-K.P.K

Received on: 05-07-2023 Accepted on: 08-08-2023

Abstract

Concatenation and Discontinuity of Isnad is a significant issue in the sciences of Hadith. It involves the complex challenges surrounding the transmission chains of Hadith, some of its complications are not less than Bab Al-Illa in their complexity and difficulty. It's significance can be gauged by the fact that it forms a substantial portion, around one third, of the sciences of Hadith. This emphasizes the crucial role Isnads play in the examination and comprehension of Hadith. Scholars use various terms to discuss this, such as Ittisal, Irsal, Tadlees, Idrak, Liqa, Simaa, and more. Additionally, there are lesser-known terms like Al-Zaq, Tasheeh, Batr al-Faz, Akhbar, and Hadith Yahwee. In the preceding discussion, the same terms have been explained in the light of the texts of Scholars. Key words: Hadith, Ittisal, Irsal, Ilzaq, Akhbar, Alfaz, Tashech, Batr, Hadithuho Yahwi. The term "Tasheeh" in light of the usages of previous critics. In the applications of early Hadith critics, there was no stagnation like that found among later scholars. The reason for this stagnation in terminology was the influence of Greek logic, whether conscious or unconscious, which impacted various Islamic and Arabic sciences, including Hadith. As a result, scholars of terminology aimed to provide comprehensive and restrictive definitions for each term, while scholars of Hadith focused on the intended meaning of the term when using it. This led to a broader usage of Hadith terms, such as "Sahih," which was clarified through their applications and texts.

Keywords: Hadith, Sawab, Saheeh, Tashech, Isnad, Asahh, Ittisal, Samaa, Madar, Ravi.

اتصال وانقطاعِ اسناد علوم الحدیث کے انتہائی اہم مسائل میں سے ہے، بلکہ اس کے بعض مسائل غموض ودقت میں باب العلۃ سے کم نہیں، اس کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ علوم الحدیث کا کم از کم ایک تہائی حصہ اسی کے گرد گھومتا ہے۔ پیش نظر بحث بھی اس کے ایک اہم پہلو سے متعلق ہے، اس موضوع سے متعلق کلام کے وقت ائمہ حدیث مختلف اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ ان اصطلاحات میں سے اکثر تو مشہور وشائع ہیں، مثلاً: ارسال، انقطاع، تدلیس، ادراک، اتصال، لقاء، سماع، اور ان سے ماخوذ و مشتق اسماء وافعال وغیرہ، خواہ وہ

بصورتِ نفی ہوں، یا بصورتِ اثبات۔ مگر ان کے علاوہ کچھ اور مصطلحات بھی ہیں، جن کا کتب مصطلح میں بہت کم ہی ذکر ہوتا ہے، مثلاً: إلزاق، تصحیح، بتر، ألفاظ، أخبار، حدیثه یهوي۔ پیش نظر بحث میں انہی مصطلحات کی ائمہ کی نصوص کی روشنی میں وضاحت کی گئی ہے.

اتصال وانقطاعِ اسناد علوم الحدیث کے انتہائی اہم مسائل میں سے ہے، بلکہ اس کے بعض مسائل غموض ودقت میں باب العلۃ سے کم نہیں، اس کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ علوم الحدیث کا کم از کم ایک تہائی حصہ اسی کے گرد گھومتا ہے۔ اتصال وانقطاعِ اسناد کی بابت گفتگو کے وقت ائمہ حدیث مختلف اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ ان اصطلاحات میں سے اکثر تو مشہور وشائع ہیں، مثلاً: ارسال، انقطاع، تدلیس، ادراک، اتصال، لقاء، اور ان سے ماخوذ ومشتق اسماء وافعال وغیرہ، خواہ وہ بصورتِ نفی ہوں، یا بصورتِ اثبات۔ مگر ان کے علاوہ کچھ اور مصطلحات بھی ہیں، جن کا کتب مصطلح میں بہت کم ہی ذکر ہوتا ہے، اور باحثین کی اکثریت ان سے ناواقف ہے؛ اور اس ناواقفیت کی ایک وجہ تو ائمہ نقاد کے ہاں ان مصطلحات کا بہت کم استعمال ہے، مگر ایک بنیادی وجہ معاصر باحثین کا متقدمین کی کتب وتطبیقات کے ساتھ بہت کم تعلق اور نہ ہونے کے برابر ممارست ہے؛ ہمارے ہاں شومئ قسمت المیہ یہ ہے کہ علوم الحدیث کو مصطلح کی چند کتابوں تک محدود کر دیا گیا ہے، بس جس نے حافظ ابن الصلاحؒ کی ''معرفۃ أنواع علوم الحدیث''، حافظ ذہبیؒ کی ''الموقظہ''، حافظ ابن حجرؒ کی ''نخبۃ الفکر'' اور اس کی شرح ''نزہۃ النظر''، حافظ سیوطیؒ کی ''تدریب الراوی'' وغیرہ اور جرح وتعدیل میں علامہ عبد الحہ لکھنویؒ کی ''الرفع والتکمیل'' وغیرہ کتب پڑھ لیں تو اسے یہ خوش فہمی ہو جاتی ہے کہ اس نے علوم الحدیث کا احاطہ کر لیا، حالانکہ یہ کتب زیادہ سے زیادہ متقدمین کے علوم کے لئے ''مفتاح'' یا ''مدخل'' کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کتب کی تالیف متأخرین ائمہ نے متقدمین کے علوم کو سمجھنے کے لئے کی ہے، کہ ان کتب سے طالب حدیث کو ائمہ متقدمین کے حدیث ورجالِ حدیث پر کیے گئے کلام کے سمجھنے میں کافی حد تک مدد ملے گی، جب کہ ہم لوگوں نے انہی کتابوں کو اصل سمجھ لیا۔ علاوہ ازیں متقدمین کے کلام کو سمجھنے کے لئے متأخرین کی علوم الحدیث کی لکھی گئی کتابوں پر اکتفا بالکل درست نہیں۔ چنانچہ بہت سی اصطلاحات ایسی ہیں، جو کتب مصطلح میں سرے سے مذکور ہی نہیں ہوتی ہیں، مثلاً: سلوک الجادہ، فلان عن فلان لا یجیء، الزاق، توقیف، الفاظ وغیرہ۔ اسی طرح بہت سی مصطلحات ایسی ہیں، جنہیں ائمہ بہت وسعت کے ساتھ استعمال کرتے ہیں، جب کہ مصطلح کی کتب میں ان کی صرف ایک یا دو صورتیں بیان کی گئی ہیں، جیسے: منکر، مرسل۔ کچھ مصطلحات ایسی ہیں جو ایک سے زیادہ معانی میں استعمال ہوتی ہیں، جیسے: معضل، صحیح وغیرہ۔ کبھی ایک معنی کے لئے بہت سے الفاظ استعمال کرتے ہیں، جیسے: حدیث میں کوئی سنگین غلطی ہو جائے تو اسے منکر، باطل، کذب، موضوع، لا أصل له، معضل، خطأ، وهم، وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس لئے علوم الحدیث کے طالب علم کو مصطلح کی کتب پر اکتفاء نہیں کرنا چاہیے اگر وہ صحیح معنوں میں اس علم میں مہارت حاصل کرنا اور تخصص کرنا چاہتا ہے، ورنہ تو اسے متقدمین کی کتب کے ساتھ تعامل کے وقت بہت سارے اشکالات کا سامنا کرنا ہوگا۔

غرض ائمہ اوائل کے ہاں مصطلحات کے استعمال میں بہت زیادہ وسعت پائی جاتی ہے، اسی وسعت کا ایک مظہر اتصال وانقطاع اسناد کا قضیہ

ہے، کہ اس قضیہ سے گفتگو کے وقت وہ کئی مصطلحات استعمال کرتے ہیں، ہم ذیل میں انہی مصطلحات کا ذکر اور ان کی تشریح کریں گے، جن کا استعمال غیر شائع اور قلیل ہے۔

تصحیح: ویسے تو یہ مصطلح عموماً کسی بھی حدیث پر مجموعی یا کلی حکم لگاتے وقت استعمال کی جاتی ہے جب اس حدیث میں صحتِ حدیث کی پانچوں شرطیں پائی جائیں، اسی طرح تصحیح کا استعمال، تصحیح اضافی یا تصحیح نسبی یا تصحیح مقارنہ کے طور پر کیا جاتا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ: کسی مدار پر ایک حدیث کی روایت کی کرنے میں اختلاف ہو، بعض ایک طرح وہ حدیث مدار سے روایت کرتے ہوں اور بعض دوسری طرح، ایسی صورت میں ائمہ نقاد قرائن کی مدد سے ایک جانب کو راجح قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں: الصحیح حدیث فلانٍ، یا الصحیح عن فلان کذا، یا الصواب عن فلان کذا وغیرہ۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ: مدار سے ثابت روایت یہ والی ہے، جب کہ دوسری روایت ان سے صحیح نہیں۔ اس سے مقصد اس حدیث پر مجموعی حکم لگانا نہیں ہوتا، کہ یہ حدیث آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ اس کو تصحیح نسبی، یا تصحیح مقارنہ کہتے ہیں۔

البتہ ائمہ متقدمین کبھی کبھار یہ لفظ یا اس کے مشتقات بول کر "اتصال اسناد بالسماع" مراد لیتے ہیں، یعنی: یہ حدیث متصل الاسناد ہے، راوی نے یہ حدیث اپنے شیخ سے براہ راست سنی ہے؛ چنانچہ نقاد کہتے ہیں: "أحاديث فلانٍ عن فلانٍ صحاحٌ"۔ یعنی: فلاں نے یہ احادیث فلاں سے سنی ہوئی ہیں۔ یا یوں کہتے ہیں: "أحاديث فلانٍ عن فلانٍ ليست بصحاحٍ"۔ یعنی: فلاں نے یہ احادیث فلاں سے نہیں سنی ہیں۔ یا کہتے ہیں: "سألت فلاناً أن يصحّح لي هذه الأحاديث؛ فصحّحها"۔ یعنی: فلاں سے میں نے کہا کہ: ان احادیث میں اپنے سماع کی تصریح کریں؛ تو اس نے سماع کی تصریح کردی۔ یا کہتے ہیں: "سألت فلاناً أن يصحّح لي هذه الأحاديث؛ فلم يصحّحها"۔ یعنی: فلاں سے میں نے کہا کہ: ان احادیث میں اپنے سماع کی تصریح کریں؛ تو اس نے سماع کی تصریح کرنے سے انکار کر دیا۔

بعض اوقات ائمہ کے کلام میں اس طرح کی عبارات ملتی ہیں، جن سے بظاہر لگتا ہے کہ: ناقد کی مراد تصحیح مطلق ہے، یعنی: ناقد حدیث پر مجموعی حکم لگانا چاہتا ہے کہ یہ حدیث آپ ﷺ سے ثابت ہے، مگر سیاق وسباق میں غور کرنے یا اس حدیث پر ائمہ کی دیگر نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مراد "اتصال اسناد بالسماع" ہے۔ ہاں یہ عبارت اگر سیاقِ نفی میں آجائے تو عدم تصحیح مطلق کے ساتھ یہ بالکل موافق ہو گی؛ کیونکہ ایسی صورت میں صحتِ حدیث کی ایک اہم شرط "اتصال اسناد" مفقود ہو جائے گی؛ اور کسی بھی حدیث کی تضعیف کے لئے اتنا ہی کافی ہے، جب کہ یہ عبارت اگر سیاق اثبات آجائے تو اس سے "صحت مطلقہ" لازم نہیں آئے گی؛ کیونکہ صحتِ حدیث کے لئے اتصال اسناد کے علاوہ اور شروط بھی ہیں؛ ان باقی شروط میں بھی نظر کرنا پڑے گی؛ کہ باقی شروط پائی جارہی ہیں یا نہیں۔

ذیل میں ہم تصحیح بایں معنی کی بابت ائمہ کی کچھ نصوص پیش کرتے ہیں، جس سے ائمہ کے ہاں اس استعمال کو سمجھنے میں مدد ملے گی:

امام شعبہؒ فرماتے ہیں: "هذه الأربعة التي يصحّحها الحكم سماع من مقسم"۔(1) مطلب یہ ہے کہ: یہ چار احادیث ایسی ہیں، جو حکم بن عتیبہ نے مقسم مولی ابن عباس سے سنی ہوئی ہیں۔

امام ابوعبید آجریؒ کہتے ہیں: میں نے امام ابوداودؒ سے عمار بن ابی عمارؒ کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: ''ثقة، روى عنه شعبةُ حديثًا، قال شعبة: وكان لا يصحّح لي''۔[2] امام شعبہؒ کی مراد یہ ہے کہ: عمار بن ابی عمار نے اس حدیث میں سماع کی تصریح نہیں کی۔ امام شعبہؒ کی عادت معروف ہے کہ وہ اپنے شیوخ سے صرف وہی احادیث روایت کرتے ہیں، جن میں انہوں نے سماع کی تصریح کی ہو، اور جہاں تصریح نہیں کی تو امام شعبہؒ وہاں وضاحت کر دیتے ہیں کہ میرے فلاں شیخ نے فلاں حدیث میں سماع کی تصریح نہیں کی ہے۔

امام یحییٰ بن سعید قطانؒ فرماتے ہیں: ''كان عند عثمان بن غياث كتاب عن عكرمة؛ فلم يصحّحه لنا''۔[3] مطلب یہ ہے کہ: عثمان بن غیاث کے پاس عکرمہ کی روایت سے ایک کتاب تھی، مگر انہوں نے ہمیں عکرمہ سے سماع کی تصریح نہیں کی۔

ایک اور راوی کے بارے میں امام یحییٰ القطانؒ فرماتے ہیں: ''قتادة لم يصحّح عن معاذة''۔[4] مطلب یہ ہے کہ: امام قتادہؒ کا معاذہ عدویہ سے ثابت نہیں ہے۔

امام علی ابن المدینیؒ فرماتے ہیں: میں نے امام یحییٰ القطانؒ سے پوچھا: ''فطلاق السكران -قول عامر- من صحيح حديثه؟'' یعنی: کیا طلاق صبی سے متعلق عامر شعبیؒ کا قول اسماعیل بن ابی خالدؒ نے ان سے سنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے یحییٰؒ سے عرض کیا: کیا آپ نے ان سے اس بابت پوچھا ہے؟ انہوں نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا: جی! تو میں نے عرض کیا: ''فلم يصحّحه؟'' یعنی: تو انہوں نے ان سے سماع کی تصریح نہیں کی؟ انہوں نے کہا: نہیں۔[5]

امام علی ابن المدینیؒ ہی سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے امام یحییٰ القطانؒ کو فرماتے ہوئے سنا: ''أخذت أطراف بحر بن مرار، عن عبد الرحمن بن أبي بكرة؛ فسألت عنها؛ فلم يصحّحْ منها شيئًا'' یعنی: میں نے بحر بن مرار کی عبد الرحمن بن ابی بکرہ سے روایت کردہ احادیث کے اطراف ان سے لیے، اس وقت میں نے ان سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کسی بھی حدیث میں عبد الرحمن سے سماع کی تصریح نہیں، ابن المدینیؒ فرماتے ہیں: پھر میرے پوچھنے پر یحییٰ القطانؒ نے یہ ایک حدیث بتائی: ''شهرا عيد لا ينقصان''۔[6]

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ امام یحییٰ القطانؒ ''قتادة عن خلاس بن عمرو الهجري، عن علي'' کی سند سے احادیث نہیں سنایا کرتے تھے، البتہ ''قتادة عن خلاس بن عمرو الهجري، عن غير علي'' کی سند سے احادیث سنایا کرتے تھے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں: گویا یحییٰ القطانؒ ''خلاس عن علي'' کی بابت بہت احتیاط کرتے تھے، یعنی: وہ کہا کرتے تھے: ''ليس هي صحاحًا أو لم يسمع منه''۔[7] یعنی: یہ احادیث صحیح نہیں، یعنی: خلاس نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ احادیث نہیں سنی ہیں۔

امام یحییٰ بن سعید القطانؒ کے سامنے اسماعیل بن ابی خالد عن الشعبی کی حدیث ''الجراحات أخماس'' کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''كان معي؛ فلم يصحّحه إسماعيل''۔[8] یعنی: انہوں نے یہ احادیث امام شعبیؒ سے نہیں سنی ہیں۔

امام عبد الرحمن بن مہدیؒ ''من بنى لله مسجدًا....'' کے بارے میں فرماتے ہیں، جسے اعمش نے اس سند سے روایت کیا ہے: عن ابراہیم بن

یزید التیمی، عن أبیہ، عن أبی ذر: "لیس من صحیح حدیث الأعمش"۔[9] یعنی: انہوں نے یہاں تدلیس کی ہے، یہ حدیث انہوں نے امام ابرہیم نخعیؒ سے براہ راست نہیں سنی ہے۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں: "إبراهيم بن سعد صحيح الحديث عن أبي إسحاق"[10] مطلب یہ ہے کہ: محمد بن اسحاق مدلس ہیں، اس لئے ان کے عنعنہ میں محتاط رہنا چاہئے۔ البتہ ابراہیم بن سعد کی ان سے روایت کی یہ خصوصیت ہے کہ محمد بن اسحاقؒ نے جو احادیث اپنے شیوخ سے سنی ہوتی ہیں، ابراہیم بن سعدؒ ان احادیث میں محمد بن اسحاقؒ کے اپنے شیوخ سے سماع کی تصریح کرتے ہیں۔

حرب بن اسماعیلؒ، عبداللہ بن الولید العدنیؒ کی بابت امام احمدؒ کا قول نقل کرتے ہیں: "سمع من سفيان، وجعل يصحّح سماعه، ولكن لم يكن صاحبَ حديثٍ، وحديثه حديثٌ صحيحٌ، وكان ربما أخطأ في الأسماء، وقد كتبتُ أنا عنه كثيرًا"[11] یعنی: انہوں نے سفیان ثوریؒ سے احادیث سنی ہیں، اور ان کا ان سے سماع درست ہے، البتہ وہ صاحبِ حدیث نہیں تھے، اور ان کی حدیث، صحیح ہے، البتہ اسماء میں ان سے غلطیاں ہو جاتی ہیں، میں نے ان سے بہت احادیث لکھی ہیں۔ امام احمدؒ کی مراد "صحتِ حدیث" سے مراد یہ ہے کہ: وہ تصریح بالتحدیث کا اہتمام کرتے تھے۔ اس کی وضاحت امام احمدؒ ہی کی ایک اور عبارت سے ہوتی ہے، جس میں وہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: "لم يكن يفصل ... بن القاسم، وبين المسعودي، ولكن كانت صدور أحاديث صحاحًا، كتبت عنه شيئًا، صالحً"[12]

یہاں "ولكن كانت صدور أحاديث صحاحًا" کہہ کر امام احمدؒ نے جو استدراک فرمایا ہے، اس سے مراد تصریح بالسماع کا اہتمام ہی ہے۔

امام احمدؒ اسماعیل بن علیہؒ کے بارے میں فرماتے ہیں: "كان ابن علية يقولون: عنده حديثٌ واحدٌ -يعني: عن يحيى بن عتيق- فلم يصحّ له، ولم يكن يحدّث به، لم أدركْ أحدًا يحدّث عن يحيى بن عتيق"۔[13] یعنی: ابن علیہؒ کے بارے میں اہلِ حدیث کہتے تھے کہ یحییٰ بن عتیقؒ سے ان کی ایک ہی حدیث ہے، مگر وہ انہوں نے ان سے نہیں سنی؛ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ اس حدیث کو بیان نہیں کرتے تھے، البتہ ایک بار انہوں نے بیان کی تھی، جو حافظ یعقوب بن ابراہیم دورقیؒ نے ان سے سنی تھی، اور صرف وہی ان سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں، پھر کچھ متروک راویوں نے وہ حدیث ان سے چوری کرلی، اور اسے اسماعیل بن علیہؒ سے روایت کرنے لگے، امام احمدؒ سے ایک سائل نے یہ حدیث سنانے کی فرمائش کی تو انہوں نے فرمایا: میں نے یہ حدیث ابن علیہؒ سے نہیں سنی، البتہ یعقوب دورقیؒ نے سنی ہے، تو آپ بھی انہی سے سن لیں۔ ایک روایت امام احمدؒ سے ہے کہ انہوں نے حافظ دورقیؒ کو بھی اسے بیان کرنے سے روکا تھا۔[14]

امام احمدؒ حکم بن عتیبہؒ کے بارے میں فرماتے ہیں: "الذي يصحّح الحكم، عن مقسم أربعة أحاديث"۔[15] یعنی: حکم بن عتیبہؒ نے مقسم مولیٰ ابن عباس سے صرف چار احادیث براہ راست سنی ہیں۔

امام احمدؒ سالم بن ابی الجعدؒ کی ثوبان سے روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "بينهما معدان بن أبي طلحة، وليست هذه الأحاديث بصحاحٍ"۔[16] یعنی: سالم بن ابی الجعدؒ کی حضرت ثوبان سے روایت منقطع ہے، ان کے درمیان معدان بن ابی طلحہؒ کا واسطہ ہے؛ اس لئے یہ

احادیث عدمِ سماع کی وجہ سے متصل الاسناد نہیں ہیں۔

امام ابن المدینیؒ ہشام بن حسانؒ کے بارے میں فرماتے ہیں، کہ ان کی احادیث حسن بصریؒ سے مرسل و منقطع ہیں، پھر امام ابن سیرینؒ سے ان کی روایت کے بارے میں فرمایا: ''وأما أحاديثه عن محمد فصحاحٌ''۔[17] یعنی: امام محمد بن سیرینؒ سے ان کی احادیث متصل الاسناد بالسماع ہیں۔

امام ابن المدینیؒ، امام محمد بن اسحاقؒ کی ابن ابی نجیح سے روایت کردہ ایک حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: ''كنت أرى أن هذا من صحيح حديث ابن إسحاق، فإذا هو قد دلّسه''۔[18] یعنی: میں شروع میں سمجھتا تھا کہ یہ حدیث امام ابن اسحاقؒ نے اپنے شیخ سے براہ راست سنی ہے، پھر انکشاف ہوا کہ انہوں نے اس میں تدلیس کی ہے۔

امام ابن معینؒ فرماتے ہیں: ''إبراهيم بن سعيد أحبّ إليّ من ابن أبي ذئب في الزهري، ابن أبي ذئب يقولون: لم يصحّح عن الزهري شيئًا''۔[19] یعنی: زہریؒ میں ابرہیم بن سعیدؒ مجھے ابن ابی ذئبؒ سے زیادہ پسند ہیں؛ کیونکہ ابن ابی ذئبؒ کے بارے میں اہل حدیث کہتے ہیں کہ انہوں نے امام زہریؒ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ان سے احادیث بطریقِ عرض لی تھیں، نہ کہ بطریقِ سماع، اور ایک قول یہ ہے کہ: امام زہریؒ نے انہیں احادیث لکھ کر بھیجی تھیں؛ چنانچہ وہ یہی لکھی ہوئی احادیث بیان کیا کرتے تھے۔[20]

تصحیح بمعنی ''اتصال الاسناد بالسماع'' کی مندرجہ بالا مثالوں کے علاوہ کتب علوم الحدیث بشمول کتب علم العلل و علم الجرح والتعدیل میں بہت زیادہ مثالیں پائی جاتی ہیں، ہم انہی مثالوں پر اکتفاء کرتے ہیں کہ مدعا کے اثبات و تفہیم کے لئے اتنی مثالیں بھی کافی ہیں۔[21]

خبر: خبر کے بھی محدثین کے ہاں مختلف اطلاقات واستعمالات ہیں؛ چنانچہ کبھی خبر بول کر اس سے ''متن الحدیث'' مراد لیا جاتا ہے، اس کی جمع ''أخبار'' آتی ہے، خبر کا اس معنی میں استعمال کثیر ہے۔ کبھی خبر بول کر اس سے ''تصریح بالسماع'' مراد لیتے ہیں؛ چنانچہ نقاد جب کہتے ہیں: فلاں نے اپنی حدیث میں ''خبر'' ذکر کی ہے تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اس نے تحدیث و سماع کی تصریح کی ہے۔ یا کہتے ہیں: فلاں نے ''خبر'' ذکر نہیں کی تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اس نے سماع کی تصریح نہیں کی ہے۔ اسی طرح ائمہ کبھی کہتے ہیں: فلاں کی حدیث میں ''أخبار'' ہیں یا ''أخبار'' نہیں ہیں تو اس سے مراد یہی ہوتا ہے کہ وہ تصریح بالسماع کا اہتمام کرتا ہے یا نہیں کرتا ہے۔ کتب علوم الحدیث بشمول کتب علل و کتب الجرح والتعدیل اور متون السنۃ میں اس کی بہت مثالیں ملتی ہیں، بطور مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیں:

امام ابوزرعہ رازیؒ ہشیم بن بشیرؒ کی ایک حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''كان هشيم إذا ذكر الخبر، لا يذكر شِباكًا''۔[22] یعنی: ہشیمؒ جب سماع کی تصریح نہیں کرتے تو شباک ضبّی کو فی کا ذکر نہیں کرتے۔

امام عفان بن مسلمؒ فرماتے ہیں: ''كنتُ أوقف شعبة على الأخبار''۔[23] یعنی: عفان بن مسلمؒ تصریح بالسماع پر امام شعبہؒ کو روکا کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتمؒ نے اپنے والد امام ابو حاتمؒ سے پوچھا: عطاء بن ابی رباح میں عبد الملک بن ابی سلیمان اور ربیع بن صبیح میں سے کون سا آپ کو زیادہ پسند ہے؟ تو انہوں نے کہا: ''عبد الملك بن أبي سليمان، وهو أحبّ إليّ من الحجاج بن أرطأة، إلا أن يخبر الحجاج الخبر''۔ [24] یعنی: عبد الملک بن ابی سلیمان مجھے حجاج بن ارطاۃ سے زیادہ پسند ہیں، الا یہ حجاج سماع کی تصریح کریں۔

محمد بن اسحاقؒ نے ایک حدیث روایت کرتے ہوئے یوں کہا: ''ذكر الزهري، عن عطاء بن أبي ميمونة''۔ اس پر امام ابو حاتمؒ نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''الزهري لا يروي عن عطاء بن أبي ميمونة، وإنما يروي هذا الحديثَ شعبةُ، عن عطاء بن أبي ميمونة، ولو ذكر ابن إسحاق في هذا الحديث خبرًا، لترك حديث ابن إسحاق''۔ [25] یعنی: زہریؒ عطاء بن ابی میمونہؒ سے روایت نہیں کرتے، اور یہ حدیث شعبہؒ، عطاء بن ابی میمونہؒ سے روایت کرتے ہیں، اگر ابن اسحاق اس حدیث میں سماع کی تصریح کر دیتے تو ابن اسحاق متروک الحدیث ہو سکتے تھے۔ گویا ابن اسحاقؒ نے اس حدیث میں زہریؒ سے تدلیس کی ہے اور ذمہ داری اس راوی پر ہے، جس سے ابن اسحاقؒ نے یہ حدیث سنی ہے، اور پھر تدلیس کرتے ہوئے اسے گرادیا ہے، اگر وہ سماع کی تصریح کر دیتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ یہ سنگین غلطی خود ابن اسحاقؒ نے کی ہے، جو ان کی تمام احادیث کے سقوط کا موجب بھی بن سکتا تھا۔

اسی طرح امام ابو الفضل ابن عمار الشہیدؒ صحیح مسلم کی حدیث ''من نفس عن مؤمنٍ كربةً...'' پر نقد کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''وهو حديث رواه الخلق عن الأعمش عن أبي صالح فلم يذكر الخبر في إسناده غير أبي أسامة فإنه قال فيه عن الأعمش قال حدثنا أبو صالح''۔ یعنی: یہ حدیث جماعت امام اعمشؒ سے روایت کرتی ہے، اور ان میں سے کسی نے بھی اعمشؒ اور ابو صالح کے درمیان سماع کی تصریح نہیں ذکر کی سوائے ابو اسامہ کے کہ انہوں نے کہا: ''عن الأعمش قال: حدثنا أبو صالح''۔ [26]

اسی طرح امام احمدؒ کا اہل کوفہ کے بارے میں قول ہے: ''أهل الكوفة ليس لحديثهم نور، لا يذكرون الأخبار''۔ [27] یعنی: اہل کوفہ کی حدیث بے رونق ہیں، وہ سماع کی تصریح نہیں کرتے، بس سند میں عن فلان، عن فلان کہتے ہیں۔ ان کے بالمقابل اس سے پہلے اہل بصرہ کی تعریف کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا: ''ما رأيت قومًا سود الرؤوس في هذا الشأن مثل أهل البصرة -يعني: الحديث والألفاظ- كأنهم تعلموه من شعبة''۔ یعنی: اہل بصرہ تصریح بالسماع اور حدیث کی بابت بہت اعلیٰ شان رکھتے ہیں، لگتا ہے انہوں نے امام شعبہؒ سے یہ سب سیکھا ہے۔ [27]

حديثه يهوي: یہ تعبیر امام احمدؒ نے اور ان سے پہلے امام شعبہؒ نے ارسال وانقطاع سے تعبیر کرنے کے لئے استعمال کی ہے۔ اور یہ بہت ہی نادر اصطلاح ہے۔ ان دو ائمہ کے علاوہ کسی اور کے ہاں اس کا استعمال نہیں ملا۔

امام احمدؒ نے ایک موقع پر امام شعبہؒ کا قول کسی راوی کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے کہا: ''حديثه يهوي''۔ تو ان کے صاحبزادے امام عبد اللہؒ نے ان سے پوچھا: اس کا کیا مطلب ہے؟ تو امام احمدؒ نے فرمایا: ان کی مراد یہ ہے کہ اس کی احادیث مرسل و منقطع ہیں۔ [28]

خود امام احمدؒ نے بھی یہ اصطلاح استعمال کرتے ہوئے حارث بن سلیمان فزاریؒ کے بارے میں فرمایا: ''لم يكن به بأس، حديثه يهوي، يعني: مرسل''۔یعنی: ان کی حدیث میں کوئی حرج نہیں، البتہ ان کی احادیث مرسل ہیں۔[29]

أحاديث بتر: ''بتر''،بمعنی ''قطع'' ہے، یہ اصطلاح بھی مرسل سے تعبیر کرنے کے لئے ائمہ استعمال کرتے ہیں۔

امام یحییٰ بن سعید القطانؒ فرماتے ہیں: میں نے شعبہؒ سے پوچھا، آپ نے ابو معشر سے کتنی احادیث سنی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: ''لم أربعة بتر -يعني: مراسيل-''۔یعنی: ان کی حدیث میں کوئی حرج نہیں، البتہ ان کی احادیث مرسل ہیں۔[30]

امام ابو حاتمؒ سے حدیث ''زرْ غبًّا، تزدد حبًّا'' کے بارے میں سوال کیا گیا: جسے ضمام بن اسماعیل نے عن ابی قبیل، عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کی ہے، تو انہوں نے فرمایا: ''ليس هذا الحديث بصحيحٍ، إنما يرويه ضمام مبترًا''۔یعنی: یہ حدیث صحیح نہیں ہے؛ ضمام اسے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔[31]

الإلزاق: ''الزاق''،بمعنی ''چپکانا'' ہے، امام یحییٰ بن سعید القطانؒ نے یہ اصطلاح ارسال وانقطاع سے تعبیر کرنے کے لئے استعمال فرمائی ہے، جس کے معنی ہیں کہ: راوی نے کوئی حدیث مروی عنہ سے براہ راست نہیں سنی ہے۔

چنانچہ امام یحییٰ القطانؒ فرماتے ہیں: ''كتبتُ عن الأعمش أحاديث عن مجاهدٍ، كلها ملزقة، لم يسمعها''، یعنی: میں نے اعمشؒ سے کئی احادیث لکھی، جو انہوں نے امام مجاہدؒ سے روایت کی تھیں، وہ سب کی سب ملزق ہیں، انہوں نے وہ ان سے براہ راست نہیں سنی ہیں۔[32]

امام علی بن المدینیؒ کہتے ہیں، میں نے یحییٰ القطان سے کہا: ''ابن ابی عروبہ، عن قتادہ، عن ابی مجلز'' کی سند سے کہتے ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے عثمان بن حنیفؒ کی طرف جزیہ سے متعلق ایک حدیث لکھ کر بھیجی، جو کافی طویل حدیث ہے، تو یحییٰ القطانؒ نے فرمایا: ''هذا ملزق عن أبي مجلز''، یعنی: ابو مجلز سے مرسلاً مروی ہے، تو میں نے پوچھا: ''ليس هو من صحيح حديث قتادة؟''، یعنی: کیا قتادہؒ نے یہ حدیث ابو مجلز سے نہیں سنی؟ تو انہوں نے فرمایا: ''لا''۔[33]

التوقيف: ''توقیف''، بمعنی ''روکنا'' ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ: شیخ کو دورانِ تحدیث روک دینا؛ تاکہ اس سے موجودہ حدیث میں کسی امر کی بابت سؤال کیا جائے، عموماً اس کا استعمال شیخ سے تصریح بالسماع کا مطالبہ کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اگر وہ مطالبہ پورا کرلے تو کہا جاتا ہے: ''وقف'' اور اگر نہ کرے تو کہا جاتا ہے: ''لم يقف''۔ نقاد کہتے ہیں: ''وقفته؛ فوقف لي''، یعنی: میں نے فلاں شیخ کو تصریح بالسماع کرنے کے لئے روکا تو انہوں نے تصریح بالسماع کرلی۔ اور کبھی کہتے ہیں: ''وقفته؛ فلم يقف لي''، یعنی: میں نے فلاں شیخ کو تصریح بالسماع کرنے کے لئے روکا تو انہوں نے تصریح بالسماع نہیں کی۔ اور توقیف کا جواب کبھی شیخ اور مروی عنہ کے درمیان واسطہ ذکر کرنے کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسی سلسلے میں امام شعبہؒ کا ایک قول ہے: ''وقّفوهم، تصدّقوا، أو تكذّبوا''، یعنی: راویوں سے تصریح بالسماع کا مطالبہ کیا کرو؛ تاکہ پتہ چل سکے کہ انہوں نے یہ حدیث مروی عنہ سے ہے یا نہیں۔[34]

علوم الحدیث بشمول علم العلل، علم الجرح والتعدیل وغیرہ کی کتب میں، نیز کتب السؤالات، کتب التاریخ وغیرہ میں اس کی درجنوں مثالیں ملتی ہیں، ذیل میں چند نصوص بطور نمونہ ذکر کی جاتی ہیں:

امام عبدالرحمن بن مہدیؒ فرماتے ہیں: ''كنتُ مع سفيان عند عكرمة؛ فجعل يوقفه على كل حديثٍ على السماع''، یعنی: میں عکرمہ کی مجلس میں سفیان ثوریؒ کے ساتھ تھا، وہ ان کو ہر حدیث پر سماع کے لئے روکتے تھے۔(35)

نیز ابن مہدیؒ فرماتے ہیں: ''شهدتُ سفيان عند العمري؛ فجعل يوقفه في كل حديثٍ توقيفًا شديدًا''، یعنی: میں عبید اللہ بن عمر العمریؒ کی مجلس میں سفیان ثوریؒ کے ساتھ تھا، وہ ان کو ہر ہر حدیث پر سماع کی تصریح کے لئے بہت شدت سے روکتے تھے۔(36)

ابو معاویہ حجاج بن ارطاۃ کے بارے میں کہتے ہیں، کہ وہ کہتے تھے: ''لا توقفوني على السماع''، یعنی: مجھے سماع کی تصریح کے لئے مت روکا کریں۔(37)

امام علی بن المدینیؒ کہتے ہیں: ''سمعتُ يحيى بن سعيد، وذكر توقيف الرجال على سماع الحديث -يعني: المحدثين- فقال: قلت ليحيى بن سعيد الأنصاري -وهو قاضٍ- في حديث معاذ بن جبل: سمعته من سعيد بن المسيب قال: نعم''، یعنی: میں نے یحییٰ القطان سے سنا، وہ تصریح بالسماع کے لئے محدثین کو روکنے کا تذکرہ کر رہے تھے، انہوں نے فرمایا: میں نے یحییٰ بن سعید انصاریؒ، جو قاضی تھے، معاذ بن جبل کی حدیث کی بابت پوچھا کہ آپ نے اسے سعید بن المیسب سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔(38)

نیز امام علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں، میں نے یحییٰ بن سعید القطانؒ سے عرض کیا: عباد بن صہیبؒ کی کتاب میں جعد بن اوس سے احادیث ہیں، جن میں جعد کہتے ہیں: ''سمعتُ السائب بن يزيد''، تو اس پر انہوں نے فرمایا: ''أخذتُ أطرافها من حكيم، فما صحّح الجعد منها حرفًا، ولا وقف عليه''، یعنی: ان احادیث کے اطراف میں نے حکیم صاحبِ حَنُّقان سے لیے تھے، تو ان احادیث میں سے کسی بھی حدیث میں انہوں نے سائب بن یزیدؒ سے سماع کی تصریح نہیں کی، اور نہ ہی مطالبہ کرنے پر سماع کی تصریح کی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: یحییٰ بن سعید القطانؒ کہتے ہیں: ''فوقفت الجعد عليها فلم يقف منها على كل حرف، كان يقول: حدثني يزيد بن خصيف، عن السائب'' پھر میں نے جعد بن عبدالرحمن بن اوس سے ان احادیث میں سماع کی تصریح کا مطالبہ کیا تو ان میں سے کسی بھی حدیث میں اوس نے سائب بن یزید سے سماع کی تصریح نہیں کی، بلکہ وہ یوں کہتے تھے: حدثني يزيد بن خصيف، عن السائب۔(39) امام یحییٰ بن سعید القطانؒ کی مراد یہ ہے کہ: عباد بن صہیبؒ کی کتاب غلط ہے، اس میں جعد بن عبدالرحمن بن اوس اور سائب بن یزید کے درمیان تحدیث کا ذکر غلط ہے۔

امام عبدالرحمن بن مہدیؒ فرماتے ہیں: ''كنا إذا وقفنا أبا الأشهب نقول له: قل: سمعتُ الحسن- يقول: سمعت الحسن أو غيره''، یعنی: ہم جب ابوالاشہبؒ کو روک کر مطالبہ کرتے تھے کہ حسن بصریؒ سے سماع کی تصریح کرتے ہوئے کہیں: ''سمعتُ الحسن''، تو

وہ یوں کہتے: ''سمعت الحسن أو غيره''۔[40]

ابوالاشہبؒ کی توقیف کے بارے میں بہز بن اسدؒ کا قول ہے: ''وقفنا أبا الأشهب، فوقف لنا، فقال: حدثنا الحسن''[41] یعنی: ہم نے ابوالاشہبؒ کو سماع کی تصریح کے لئے روکا، تو انہوں نے ہمارے مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے کہا: ''حدثنا الحسن''۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں: ''كان مبارك يرسل عن الحسن، قيل: يدلس؟ قال: نعم، قال: وحدّث يومًا عن الحسن بحديثٍ، فوقف عليه، قال: حدثنيه بعض أصحاب الحديث، عن أبي حربٍ، عن يونس''۔[42] یعنی: مبارک بن فَضالہؒ حسن بصریؒ سے ارسال کرتے تھے، کسی نے پوچھا: تدلیس کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! کہتے ہیں: ایک دن انہوں نے حسن بصریؒ سے ایک حدیث بیان کی تو کسی نے انہیں روک کر ان سے تصریح بالسماع کا مطالبہ کیا تو انہوں نے کہا: ''حدثنيه بعض أصحاب الحديث، عن أبي حربٍ، عن يونس''۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے حسن بصری اور اپنے درمیان تین واسطے ذکر کیے۔

امام احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلیؒ، اسماعیل بن ابی خالدؒ کے بارے میں کہتے ہیں: ''وكان ربما أرسل الشيء عن الشعبي، فإذا وقف أخبر''۔[43] یعنی: اسماعیل بن ابی خالدؒ، امام شعبیؒ سے کبھی کبھار کسی حدیث میں ارسال کیا کرتے تھے، مگر جب ان سے تصریح بالسماع کا مطالبہ کیا جاتا تو وہ سماع کی تصریح کر دیتے۔

الألفاظ: ''الفاظ'' بول کر کبھی تو اس سے متنِ حدیث مراد ہوتا ہے، اور کبھی اس سے مراد وہ صیغے ہوتے ہیں، جو سماع و تحدیث میں صریح ہوتے ہیں۔ یہ مصطلح بھی ائمہ کے کلام میں ملتی ہے، مگر دیگر بعض مصطلحات کے مقابلے میں اس کا استعمال کافی کم ہے۔ بطور نمونہ چند نصوص ملاحظہ فرمائیں:

اسحاق بن الحسنؒ کہتے ہیں کہ: امام احمدؒ فرماتے ہیں: ''ما رأيت الألفاظ في كتاب أحدٍ من أصحاب شعبة أكثر منها عند عفان – يعني: أنبأنا، وأخبرنا، وسمعت، وحدثنا– يعني: شعبة.''[44] یعنی: شعبہ کے شاگردوں میں مجھے کسی کی کتاب میں ''الفاظ'' اتنی کثرت سے نہیں ملے، جس کثرت سے عفان بن مسلمؒ کے ہاں ملے ہیں، الفاظ سے ان کی مراد ''أنبأنا، وأخبرنا، وسمعت، وحدثنا يعني: شعبة'' ہیں۔

فضل بن زیادؒ کہتے ہیں کہ: میں نے امام احمدؒ سے پوچھا: شعبہؒ کے اصحاب میں کون مقدم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: عدد اور کثرت میں تو غندرؒ مقدم ہیں، غندرؒ کہتے ہیں: میں شعبہؒ کے ساتھ بیس سال منسلک رہا۔ البتہ یحییٰ بن سعید القطانؒ سب سے اَثبت ہیں، جبکہ غندر ''صحیح الکتاب'' ہیں، مگر ان کی کتاب میں اَخبار'' نہیں تھے، البتہ بہز، یحییٰ، عفان یہ حضرات ''الفاظ واخبار'' لکھنے کا اہتمام کرتے تھے۔ الفاظ واخبار سے مراد سماع پر صراحۃً دلالت کرنے والے صیغے ہیں۔[45]

امام ابن المدینیؒ کہتے ہیں: یحییٰ القطانؒ کہا کرتے تھے: حفص بن غیاث ثبت ہیں، میں نے کہا: ان سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ انہوں

نے فرمایا: ان کی کتاب صحیح ہے..... حفص نے جب اپنی کتابیں نکالیں تو واقعی بات ویسے ہی تھی، جیسے یحییٰ القطانؒ نے کہی تھی، اس میں "أخبار اور الفاظ" موجود تھے۔[46]

امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں: امام احمدؒ سے کسی نے پوچھا: کوئی شخص معروف بالتدلیس ہو، اور وہ کسی حدیث میں "سمعت" نہ کہے تو کیا اس کی وہ حدیث حجت ہوگی؟ تو انہوں نے فرمایا: "پتہ نہیں۔" پھر میں نے پوچھا: "الأعمش متى تصاد له الألفاظ؟" یعنی: اعمش کی تصریح بالسماع پر کب نظر رکھی جائے گی؟ مطلب یہ ہے کہ ان کا سماع کی تصریح کرنا کب ضروری ہوگا؟ امام احمدؒ نے جواب دیا: "يضيق هذا" یعنی: اس کا دائرہ تنگ ہے، آپ ان کی حدیث سے احتجاج کر سکتے ہیں[47]۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ ان کی احادیث میں سماع پر نظر رکھی جائے؛ کیونکہ ان احادیث میں تدلیس کا دائرہ تنگ ہے؛ اس لئے آپ باوجود سماع کی تصریح نہ کرنے کے ان کی احادیث سے احتجاج کر سکتے ہیں۔

نتائج بحث:

- اتصال وانقطاع علوم الحدیث کے اہم ترین مسائل میں سے ہے، علوم الحدیث کا ایک بہت بڑا حصہ اسی کے گرد گھومتا ہے۔
- اتصال وانقطاع اسناد کے بعض قضایا دقت و گہرائی میں باب العلۃ سے کم نہیں۔
- اتصال وانقطاع اسناد سے متعلق کئی اصطلاحات ایسی ہیں، جن کا کتب مصطلح میں ذکر نہیں ملتا، مثلاً: إلزاق، تصحيح، بتر، ألفاظ، أخبار، حديثه يهوي۔
- متقدمین کبھی ایک مصطلح کئی معانی میں استعمال کرتے ہیں، اور کبھی ایک معنی کے لئے ایک سے زیادہ مصطلحات استعمال کرتے ہیں۔
- علوم الحدیث میں عمق اور ائمہ کے کلام کو سمجھنے کے لئے کتب مصطلح ہر گز کافی نہیں، بلکہ کتب مصطلح پر اکتفاء بہت سارے اشکالات کا موجب بنتی ہے، متقدمین ائمہ حدیث کی تطبیقات، ان کی کتب سے طویل ممارست اور غیر منقطع معایشہ لازمی ہے۔

حواشی وتعلیقات:

(1) أحمد، العلل ومعرفة الرجال (537/1).

(2) أبو داود، سؤالات الآجري (433/1)، نیز دیکھیے: الدارمي، السنن حديث (793)، مسائل أبي داود (ص 428).

(3) ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل (236/1).

(4) أحمد، العلل ومعرفة الرجال (227/3).

(5) ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل (239/1).

(6) ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل (240/1 - 241).

(7) أحمد، العلل ومعرفة الرجال (531/1)، (80/3)، نیز دیکھیے: صلاح الدين، جامع التحصيل (ص 208)، ابن حجر، تهذيب التهذيب

(176/3).

(8) العلائي، جامع التحصيل (ص 173).

(9) ابن أبي حاتم، علل الحديث (97/1).

(10) أحمد، سؤالات أبي داود (ص 224).

(11) ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل(188/5)، **نیز دیکھیے**:الفسوي، يعقوب بن سفيان بن جوّان، المعرفة والتاريخ (718/1).

(12) أحمد، سؤالات أبي داود (ص 237).

(13) أحمد، مسائل أبي داود (ص 403).

(14) **دیکھیے**: النسائي، المجتبى (حديث رقم: 589)، أحمد، سؤالات أبي داود (ص 277)، الطبراني، المعجم الأوسط (حديث رقم: 9245)، ابن عدي، الكامل في ضعفاء الرجال (1564/4)، الخطيب، تاريخ بغداد (193/9)، (278/4).

(15) أحمد، العلل ومعرفة الرجال (536/1).

(16) المزي، تهذيب الكمال (132/10).

(17) ابن المديني، العلل (ص 63).

(18) الحاكم، معرفة علوم الحديث (ص 107).

(19) الخطيب، تاريخ بغداد (82/5).

(20) ابن حجر، تهذيب التهذيب (305/9 – 307).

(21) **مزید مثالوں کے لئے ملاحظہ فرمائیں:** "مسائل أبي داود" (ص 389)، "سؤالات أبي داود" (ص 231)، "العلل ومعرفة الرجال" (435/3)، "مسائل إسحاق" (220/2)، "علل ابن المديني" (ص 51، 54، 57)، "المعرفة والتاريخ" (52/2)، "التمهيد" (49/1)، "تهذيب الكمال" (197/4)، "جامع التحصيل" (ص 173)، "تهذيب التهذيب" (441/2)، (438/3)۔

(22) أبو زرعة، سؤالات البرذعي (ص 493).

(23) الخطيب، تاريخ بغداد (273/12).

(24) ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل (368/5).

(25) ابن أبي حاتم، المراسيل (ص 192).

(26) ابن عمار الشهيد، علل الأحاديث في صحيح مسلم (ص 136).

(27) أحمد، سؤالات أبي داود (ص 200).

(28) أحمد، العلل ومعرفة الرجال (94/3).

(29) أحمد، العلل ومعرفة الرجال (362/2).

(30) أحمد، العلل ومعرفة الرجال (295/1، 537)، أحمد، مسائل أبي داود (ص 426)، ومسائل صالح (ص 259)، الفسوي، يعقوب بن سفيان بن جوّان، المعرفة والتاريخ (171/3، 182)، **البتہ آخری تین مصادر میں** "يعني: مراسيل" **کے الفاظ مذکور نہیں۔**

(31) ابن أبي حاتم، علل الحديث (292/2).

(32) ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل (241/1).

(33) ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل (236/1).

(34) علي بن الجعد، المسند (8/1)، الذهبي، سير أعلام النبلاء (216/7).

(35) ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل (68/1).

(36) ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل (68/1).

(37) ابن حبان، المجروحين (227/1).

(38) ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل (34/2).

(39) العقيلي، الضعفاء الكبير (144/3).

(40) أحمد، العلل ومعرفة الرجال (266/1).

(41) أحمد، العلل ومعرفة الرجال (266/1)، نیز دیکھیے: الفسوي، المعرفة والتاريخ (633/2).

(42) الفسوي، المعرفة والتاريخ (633/2).

(43) العجلي، الثقات (225/1).

(44) الخطيب، تاريخ بغداد (273/12)، نیز دیکھیے: ابن معين، معرفة الرجال (76/2).

(45) الفسوي، المعرفة والتاريخ (633/2). نیز دیکھیے: أحمد، العلل ومعرفة الرجال - رواية المروذي (ص 44)، ابن معين، معرفة الرجال (77/2).

(46) الخطيب، تاريخ بغداد (197/8).

(47) أحمد، سؤالات أبي داود (ص 199).

References

(1) Ahmad, Elal and Marefaturejal (1/537).

(2) Abu Dawood, Questions of al-Ajri (1/433), and : al-Darimi, al-Sunan Hadith (793), Masa'il Abi Dawood (p. 428).

(3) Ibn Abi Hatim, al-Jarah wa'l-Ta'deel (1/236).

(4) Ahmad, 'Ilal wa'l-'Arif al-Rijal (3/227).

(5) Ibn Abi Hatim, al-Jarah wa'l-Ta'deel (1/239).

(6) Ibn Abi Hatim, al-Jarah wa'l-Ta'deel (1/240-241).

(7) Ahmad, al-'Ilal wa'l-Maarifa al-Rijal (1/531), (3/80), Naiz Dikhihi: Salah al-Din, Jami' al-Tahseel (p. 208), Ibn Hajar, Tahdheeb al-Tahdheeb (3/176).

(8) Martyrdom of Imam Hussain (PBUH)

(9) Ibn Abi Hatim, 'Ilal al-Hadith (1/97).

(10) Ahmad, Questions of Abu Dawood (p. 224).

(11) Ibn Abi Hatim, al-Jarah wa'l-Ta'deel (5/188), Niz Dekhihi: al-Fasuwi, Ya'qub ibn Sufyan ibn Jawan, al-Maarifa wal-Tareekh (1/718).

(12) Ahmad, Questions of Abu Dawood (p. 237).

(13) Ahmad, Issues of Abu Dawood (p. 403).

(14) Dikahi: an-Nasaa'i, al-Mujtaba (hadith no: 589), Ahmad, Questions of Abu Dawood (p. 277),

al-Tabarani, al-Mu'jam al-Awsat (hadith no: 9245), Ibn 'Uday, al-Kamil fi Da'eef al-Rijal (4/1564), al-Khatib, Tareekh Baghdad (9/193), (4/278).

(15) Ahmad, Ills and Knowledge of Men (1/53-6).

(16) المزي، تهذيب الكمال (10/132).

(17) Ibn al-Madani, al-Ilal (p. 63).

(18) Al-Hakim, Knowledge of Hadith Sciences (p. 107).

(19) الخطيب، تاريخ بغداد (5/82).

(20) ابن حجر، تهذيب التهذيب (9/305 - 307).

(21) "م: "مسائل أبي داود" (ص 389)، "سؤالات أبي داود" (ص 231)، "العلل ومعرفة الرجال" (3/435)، "مسائل إسحاق (2/220)" ، علل ابن المديني" (ص 51، 54، 57)، "المعرفة والتاريخ" (2/52)، "التمهيد" (1/49)، "تهذيب الكمال" (4/197)"، جامع التحصيل" (ص 173)، "تهذيب التهذيب" (2/441)، (3/438)-"

(22) أبو زرعة، سؤالات البرذعي (ص 493).

(23) Al-Khatib, Tareekh Baghdad (12/273).

(24) Ibn Abi Hatim, al-Jarah wa'l-Ta'deel (5/368).

(25) Ibn Abi Hatim, al-Marasil (p. 192).

(26) Ibn Ammar al-Shaheed, Reasons for hadiths in Sahih Muslim (p. 136).

(27) Ahmad, Questions of Abu Dawood (p. 200).

(28) Ahmad, Elal and Marefaturejal (3/94).

(29) Ahmad, Elal and Marefaturejal (2/362).

(30) Ahmad, Elal and Marefaturijal of Men (1/295, 537), Ahmad, Masa'il Abi Dawood (p. 426), Masa'il Salih (p. 259), al-Fasuwi, Ya'qub ibn Sufyan ibn Jawan, Knowledge and History (3/171, 182), al-Batih Akhtar Ten sources of "meaning: Marasil" as the words mentioned Nihai.

(31) Ibn Abi Hatim, 'Ilal al-Hadeeth (2/292).

(32) Ibn Abi Hatim, al-Jarah wa'l-Ta'deel (1/241).

(33) Ibn Abi Hatim, al-Jarah wa'l-Ta'deel (1/236).

(34) 'Ali ibn al-Ja'ad, al-Musnad (1/8), al-Dhahabi, Sir al-'Ulam al-Nubala' (7/216).

(35) Ibn Abi Hatim, al-Jarah wa'l-Ta'deel (1/68).

(36) Ibn Abi Hatim, al-Jarah wa'l-Ta'deel (1/68).

(37) ابن حبان، المجروحين (1/227).

(38) Ibn Abi Hatim, al-Jarah wa'l-Ta'deel (2/34).

(39) العقيلي، الضعفاء الكبير (3/144).

(40) Ahmad, 'Ilal wa'l-'Arif al-Rijal (1/266).

(41) Ahmad, 'Ilal wa'l-Maarifa al-Rijal (1/266),: al-Fasuwi, al-Maarifa wal-Tareekh (2/633).

(42) الفسوي، المعرفة والتاريخ (2/633).

(43) العجلي، الثقات (1/225).

(44) Al-Khatib, Tareekh Baghdad (12/273), : Ibn Mu'in, Maarifa al-Rijal (2/76).

(45) Al-Fasuwi, Knowledge and History (2/633).: Ahmad, Elal and Marifaturejal - Narrated by al-Marwadhi (p. 44), Ibn Mu'in, Knowledge of Men (2/77).

(46) الخطيب، تاريخ بغداد (8/197).

(47) Ahmad, Questions of Abu Dawood (p. 199).